ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر غلام اصغر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور

ڈاکٹر طاہر عباس

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر واصف اقبال صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

واجدہ تبسم کے افسانوں میں رسوماتی و توہماتی عناصر

Dr. Ghulam Asghar
Assistant Professor Department of Urdu, I.U.B.
Dr. Tahir Abbas
Assistant Professor Department of Urdu, I.U.B.
Dr. Wasif Iqbal Siddiqui
Assistant Professor Department of Urdu, I.U.B.

Ritual and Superstitious Elements in the Short Stories of Wajda Tabassum

Wajida Tabassum is remembered among women fiction writers because she has written fiction for people of all classes and ages. Common sense language is used in their beautiful form. In them, women's issues and men's psychology have been presented in great depth. In addition, social inequalities, class divisions, sexual tensions, quarrels, ordinary domestic quarrels, love affairs between teenage boys and girls, and the creation of thirteen dark streets are the subject of his fiction. Wajida's fictions, which are closer to reality, are evidence of his deep observation. In this article authors tried to present Ritual and superstitious elements in the short stories of Wajda Tabassum.

Keywords: *Wajida Tabbassum, Urdu Fiction, Short Stories, Ritual elements, superstitious elements.*

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

خواتین افسانہ نگاروں میں واجدہ تبسم کا نام اس لیے یاد رکھا جاتا ہے کہ انہوں نے ہر طبقہ اور ہر عمر کے افراد کے لیے افسانہ لکھا ہے۔ان کے خوب صورت انداز میں عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے۔ ان میں عورتوں کے مسائل اور مردوں کی نفسیات کو بڑی عمیق بینی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرتی ناہمواریاں، طبقاتی تقسیم، جنسی تناؤ، گھٹن، عام گھروں کے معمول کے جھگڑے، نو عمر لڑکے لڑکیوں کے درمیان معاشقے اور تیرہ وتاریک گلیوں میں بسنے والی خلقت ان کے افسانوں کا موضوع ہے۔ واجدہ کے افسانے جو حقیقت سے قریب تر ہیں ان کے گہرے مشاہدے کی دلیل ہیں۔ ان کے ہاں مقصدیت اور اسلوب کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ان کے افسانوں کے فن پر بات کرتے ہوئے انوار حسین ہاشمی لکھتے ہیں :

> " واجدہ تبسم کے افسانے اسلوب نگاری، مقصدیت، زبان و بیان اور تکنیک کے اعتبار سے معیاری شمار ہوتے ہیں۔ معیاری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان کے افسانے ہر عمر اور ہر طبقہ کے افراد میں پسند کیے جاتے ہیں۔ "(۱)

واجدہ تبسم نے اپنے افسانوں میں مکالموں سے زیادہ منظر نگاری اور جزئیات نگاری کو جگہ دی ہے اس طرح ان کے افسانے میں کردار کے ماحول اور کیفیت کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ ان کی منظر نگاری اور جزئیات نگاری، رسومات اور توہمات سے منسلک ہوتی ہے۔ قاری افسانہ پڑھتے ہوئے افسانے کے مقام کا تعین بھی کر سکتا ہے۔اس میں طبقاتی کش مکش بھی نظر آتی ہے اور ثقافتی رنگ بھی۔ ان کے افسانے "آسمان " میں شاہی دربار اور محلات کی زندگی کے تمام پہلو، رسومات، توہمات اور آمریت کی خوکو پیش کیا گیا ہے۔وہاں پر لباس، ان کی رنگت، لباسوں کے انداز، خوشبوئیں، زیورات، فانوسوں، ریشمی روئی بھرے تکیے، کام دار زری کی مسندیں، سلمٰی ستارے ٹانکے ہوئے گاؤ تکیہ، موتی اور لڑیوں کے لہراتے پر دوں کے ساتھ محفلوں کا ذکر ملتا ہے۔ان تمام رسومات میں بور ژوائی طبقے کے خود ساختہ بڑے پن کو ظاہر کرنے والی اور احساس برتری دلانے والی رسم گل پوشی کو نہایت اہتمام کے ساتھ پیش کیا ہے:

> " اس عظیم خوشی کے عظیم موقع پر رسم گل پوشی بھی تھی۔ جب ریاست کے ایک اتنے بڑے جاگیر دار اور نواب گھرانے کا بیٹا ڈاکٹری کی ڈگری لے کر لوٹے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اور وہ بھی ولایت سے۔ تو یہ واضح طور پر ہر رشتہ دار اور ملنے جلنے والے کا فرض تھا کہ وہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق پھول پہنائے اور نذرانے دے۔ "(۲)

محلات میں شادیوں کی رسمیں طرح طرح کی فضول خرچیوں، اشرفیوں، انگشتریوں، جواہر، مراثیوں کی ڈھلکن، چاندی کی جوتیوں، دودھ سے مالش، مٹھائیاں اور محل کی بوڑھی نوکر انیوں کی خاص تواضع سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ان رسموں میں فرق دولت کے ہونے کا ہے۔ورنہ یہی رسمیں متوسط طبقوں میں بھی کی جاتی ہیں مگر ان کے لوازمات اور طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ متوسط طبقوں میں ولیمہ کے انتظامات محدود ہوتے ہیں۔ جب کہ محلات کے انتظامات یکسر مختلف ہوتے ہیں۔ واجدہ تبسم کے افسانے "آسمان" میں اسی قسم کا ایک تقابلی جائزہ نظر آتا ہے۔ انہوں نے ایک ایک چیز کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔افسانے میں انہوں نے بکرا عید اور عیدالفطر کے لوازمات بھی پیش کیے ہیں۔یہاں پر محلات میں بکر عید پر بھی میٹھی عید ہی کی طرح شیر خورمہ، سوئیاں، زردے، بریانی اور کباب کے اہتمام خاص طور پر اس لیے پیش کیے ہیں کہ یہ تمام چیزیں عید الفطر سے منسوب ہیں لیکن محلات میں ان کا اہتمام اپنی بڑائی کے لیے کیا جاتا ہے۔اس تمام پیسے کی ریل پیل اور شگون کی اشرفیوں ہر چیز میں ۱۱،۱۱ کے اعداد کی تعداد کو ملحوظ خاطر رکھنے کی توہم کو دکھایا گیا ہے۔یہاں پر ایک خاص رسم کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ شادی کے بعد سہاگ رات میں دلہن کے استعمال شدہ لباس کو کنواری نندوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے تاکہ ان کی بھی شادی ہو سکے۔ اور ساتھ میں ایسی نندوں سے پردہ بھی کرایا جاتاہے جو بیوہ ہوں، اس توہم اور رسم کو ایک ساتھ یوں پیش کیا گیا ہے:

"شادی کے دوسرے دن دلہن کا سہاگ کا جوڑا نندوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ دوپٹہ، کرتا، غرارہ۔ نندیں بھی تین ہی تھیں مگر بیگم صاحبہ کڑک کر بولی، شمع بھی تو آفتاب میاں کی بہن ہے، دوپٹے کے دو ٹکڑے کرکے ایک اسے بھی دو۔۔۔چوں کہ شمع بیوہ تھی اور نئی دلہن پر بیوہ کی منحوس پرچھائیاں تک نہیں پڑنا چاہیے۔اس لیے اسے دلہن کے کمرے تک بھٹکنے بھی نہیں دیا گیا۔۔۔دلہن نے اسے نویں دن دیکھا۔۔۔ "(۳)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

واجدہ تبسم کے ہاں گھروں میں ہونے والے چھوٹے چھوٹے افعال کو بھی دقت نظر ی سے دیکھا گیا ہے۔

مسلمان گھرانوں میں نمازکے اوقات کے وقت الوہی منظر، روحانی سرشاریاں، جائے نمازاور لباس کا خاص اہتمام، تخت، کلمہ کے زیر زبان ورد اور نماز ادا کرنے کے افعال کو بھرپور منظر نگاری کے ساتھ پیش کیا۔ گویا کہ لفظی تصویر کشی کی گئی ہے۔ ان کے افسانے ''تیری آواز'' میں ایسی ہی بے ساختہ منظر کشی ملتی ہے جسے عام روایت سمجھ کر قابل تحریر نہیں سمجھا جاتا لیکن واجدہ نے اسے ضبطِ تحریر میں لا کر محفوظ کیا ہے کہ ایک وقت میں یہ افعال نہیں ہوں گے تو یہ مناظر تاریخ کے اور اق میں زندہ ہوں اسی ایک چھوٹے سے منظر کو یوں دیکھا جاسکتاہے۔افسانے کا کردار ''مریم'' جو عصر کی نماز پڑھنے کھڑی ہو تی ہے، اذان سے لے کر نماز کے اختتام تک ایک ایک جزو کو نہایت چابک دستی سے پیش کیا گیا ہے۔اور نماز کے اختتام پر ایک لا شعور ی سی رسم کو یوں پیش کیاہے:

> '' توبہ توبہ۔۔۔مریم نے دعا مانگ کر جلدی سے منہ پر ہاتھ پھیرے،۔۔۔۔
> کانوں پر ہاتھ مار کر ہولے ہولے توبہ توبہ کہا۔۔۔ کرُتے کے گلے میں منہ ڈال
> کر زور سے سینے پر سانس پھونکی۔۔۔۔ ''(۴)

واجدہ تبسم ایک خاتون افسانہ نگار ہونے کے ناتے نسوانیت اور اس کی نفسیات سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ نفسیات جب ایک خاص مشرقی گھر یلوعورت کے ناتے سے پیش کی جائے تو ایسے لگتا ہے کہ یا وہ خود کلامی پیش کر رہی ہیں یا کوئی آپ بیتی سنا رہی ہیں۔ افسانہ نگار کا سب سے بڑا فن ہی یہی ہے کہ قاری کو وہ منظر چلتے پھرتے دکھائی دیں۔ وہ جذبے جو بیان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے بھر پور انداز سے متشرح ہوں۔ اور جوبات لفظوں میں نہ کہی گئی ہو، قاری کا ذہن فوری طور پروہاں چلا جائے۔ اسی قسم کے مناظر اور متن مشرقی عورت کی فرماں برداری کے حوالے سے اور خاص خانگی معاملات میں عورت کو اپنے مرد کو خوش رکھنے کے لیے اپنی انا کو قربان کرکے جو جو رسمیں نبھانی پڑتی ہیں ؛ واجدہ تبسم نے ایک چست پیرے میں اس طرح سمیٹ دی ہیں کہ قاری کو اس میں فرماں برداری، عجلت، خوشامد اور مشرقی پن کی تمام جزئیات بغیر لفظوں میں کہے سمجھ میں آجاتی ہیں۔ ان کے افسانہ ''تیری آواز'' میں بیوی کا خاوند کے ساتھ صبح دم سلوک کی رسم کا ایک بہترین منظربلکہ رسموں کا

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

سجاسجایا گل دستہ یوں ملتاہے کہ ڈپٹی نذیر احمد کی اصغری بیگم اس سے بھی پیچھے نظر آتی ہے۔ بلاشبہ واجدہ تبسم کی "مریم" کو اس کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

> " دفتر جانے کو اٹھتے تو داڑھی مونڈنے کو کٹوری میں گرم پانی لا کر رکھ دیتی۔یہ داڑھی مونڈکر اٹھتے توحمام میں کپڑے لٹکا دیتی۔نہا کر نکلتے تو دستر خوان لگا دیتی۔ کھاکر اٹھتے تو دودھ کا پیالہ پکڑا دیتی۔دودھ پی لیتے تو جوتے کے تسمے باندھنے بیٹھ جاتی۔تسمے باندھ چکتی تو آپ ہی لپک کر سائیکل باہر نکال لا تی اور مسکر اکر پوچھتی آج دو بجے کیا بھجواؤں۔۔۔؟ "(۵)

برصغیر کے معاشرے میں مذہب اور اس کی شریعت اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنا مذہبی پیشوا سے عقیدت و محبت کا اظہار۔ہندو دھرم ہو یا سکھ دھرم،عیسائی ہوں یا مسلم؛ سب کے ہاں ایک ہی روش پائی جاتی ہے کہ اپنی مذہبی عبادات سے دور ہوں گے مگر معاشرے میں خود کو مذہبی انسان ثابت کرنے پر تلے رہیں گے۔اخلاقی طور پر گراوٹ ہو گی اور دوسرے پر متشدد انداز سے اپنا مذہبی پن ظاہر کریں گے۔ یہ دہراتضاد،مذہبی شدت پسند ی اور فرقہ پرستی کو رواج دیتا ہے مگر معاشرے میں اخلاقی قدروں کے بڑ ھانے میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کرتا۔ان لوگوں کے نزدیک مذہبی پیشوا کی ذات کومانا اہم ہو تا ہے مگر اس کی بات کو ماننا اہم نہیں ہوتا۔واجدہ تبسم کے افسانے "تیری آواز" میں ایک ایسے کردار کو بھی دکھایا گیا ہے۔ جو اخلاقی طور پر انتہائی گرا ہو ا کردار ہے۔ مگر ہروقت مقام نامقام دیکھے بنا نعت یا قوالی کے ٹکڑے گنگناتا رہتا ہے۔اس کے نزدیک صوم وصلوٰۃ کی پابند، سراپائے اخلاص "مریم" طعنوں کا مقام تھی۔"مریم" ایک خاص مشرقی عورت کی طرح جہاں مذہب کے تمام احکامات بجا لانے میں کسی کا ہلی یا سستی سے کام نہیں لیتی تھی وہاں اپنے مجازی خدا کی ہر جائز ناجائز ضرورت کو ماننا اور اس کی خوش نودی کی خاطر اذیتیں برداشت کرنا توشۂ آخرت گردانتی تھی۔اس کے ساتھ ساتھ واجدہ تبسم نے بچپن میں کسی وجہ سے دیے گئے نام کو پوری زندگی تک لقب کے طور پر یا عرف کے طور پر استعمال کرنے کی رسم کو بھی دکھایا ہے۔ صبح سویرے"مریم" کو نماز پڑھ کر باورچی خانے میں کام کرتے دیکھتے ہیں اور دوسری طرف میاں اور اس کا دوست چڑی مار اپنی ہم جنسی خواہشات کی تکمیل کے بعد کیا کرتے ہیں۔ اس سب تضاد کے ریشوں کو واجدہ تبسم نے ایک پیرے میں اس طرح جوڑا ہے:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

" مرغ بانگ دے ہی رہے تھے کہ پہلے دن کی طرح چڑی مار اٹھ کر بیٹھ گیا۔
مریم نے میاں کی خفگی سے بچنے کے لیے آپ ہی چولہے کے پاس جا کر پھونکیں
مارنا شروع کر دیں۔ پھونکوں کی آواز سن کر چڑی مار کی جمائیاں رک گئیں اور
پڑے پڑے گنگنانے لگا۔۔۔ کالی کملی والے تجھ پر لاکھوں سلام۔۔۔ "(۶)

شادی بیاہ ہر معاشرے میں اپنی رسومات کی وجہ سے خاص دلکشی رکھتے ہیں۔ ان رسومات کو نبھانے کے لیے تمام انسانی جذبات اور احساسات ایک رومانو ی اور خیالی دنیا بسائے رکھتے ہیں۔ ان رسومات کو نبھاتے ہوئے ایک روحانی مسرت اور سر شاری حاصل ہوتی ہے۔ شادی کی تکمیل اپنی رسومات کو نبھانے سے مشروط ہے ورنہ شادی توایجاب وقبول کا نام ہے۔ان رسومات کو کئی اساطیری حوالے اور لوازم کی حیثیت حاصل ہے۔ڈھول اور شاہنائیوں، رقص وسرورکی محفلوں، خوشبوؤں اور لباس کی بھیڑیں اورمخصوص کھانے بھی خاص جگہوں پر بنائے جاتے ہیں۔ جس طرح شاہ شمس تبریز ملتانی کے مریدین زرگر برادریوں میں شرکائے بارات سے چندہ اکٹھا کر کے حلوہ کی دیگ پکائی جاتی ہے۔اسے شاہ شمس کی "کڑاہی" کا نام دیا جاتاہے۔اس کواتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کے بغیرنکاح کی رسم بھی ادا نہیں کی جاتی۔ اس رسم کو توہم کی حد تک نبھایا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح شمالی ہندوستان میں "شب دیگ"کی رسم کو بھی اساطیری حیثیت حاصل ہے۔ وہاں بارات جانے سے پہلے "شب دیگ" چڑھائی جاتی ہے اور یہ "شب دیگ " بارات آنے کے بعد اتاری جاتی ہے۔ صبح سویرے دلہن کو ناشتہ کے لیے یہی " شب دیگ" پیش کی جاتی ہے۔ واجدہ تبسم نے اپنے افسانے" زمین " میں "شب دیگ"کی رسم، جواب نا پید ہوتی جا رہی ہے، کا ذکرکرکے بھی اسے محفوظ کیا ہے۔ افسانے میں ڈھولوں، شہنائیوں کے شور،دیگوں کی مسلسل کھڑکھڑاہٹ، باورچیوں کی مسلسل بھڑبھڑاہٹ میں کنیزوں، خادماؤں کی فوج کے منظر کے ساتھ ساتھ "شب دیگ " کی رسم کو خاص بے چینی کے ساتھ یوں پیش کیا گیا ہے کہ اگر یہ کام وقت پر نہ ہو اتو جانے کیا ہوجائے گا:

" دلہن کے ناشتے کے لیے نہ ابھی "شب دیگ" چڑھی تھی نہ شیرمالوں کے لیے
میدہ باورچیوں کو بھجوایا گیا تھا۔۔۔سب کے اوسان اُڑے ہو ئے تھے۔ پچھلی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

رات بھر ''رت جگا'' ہو ا تھا۔ ڈھیروں تپاسے اور خاص طور سے میوے بھری پور
یاں تیار کی گئی تھیں کیوں کہ بارات کے ساتھ اکتیس ٹوکریاں جانی تھیں۔'(۷)

شادی بیاہ پر دلہا اور دلہن کی سواریوں کے لیے ہر مقام پر الگ الگ رسومات پائی جاتی ہیں۔ دور سابق میں اونٹوں پر بارات جاتی تھی۔کہیں پر بیل گاڑی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کہیں گدھا گاڑی، کہیں تانگوں اور بگھیوں پر اور شاہی خاندانوں میں ہاتھی پر دلہا یا دلہن بٹھا ئے جاتے تھے۔اب اس کی جگہ کاروں،پجارو،ریل گاڑی اور بسوں نے لے لی ہے۔اس نئے دور میں سابقہ رسومات کی متعلقات بھی ختم ہو گئیں ہیں۔ جن گھرانوں میں گھوڑے پالے جاتے تھے۔وہاں جب کوئی گھوڑا پر پہلی مرتبہ سواری کرتا تھا۔ تو وہ اس کی زندگی کا سب سے اہم دن گروانا جاتا تھا۔ اس اہم دن کے موقع پر جہاں حسب روایت کسی نے کسی صورت میں خیرات بانٹی جاتی تھی یا میٹھائی تقسیم کی جاتی تھی تو وہاں گھوڑے کی لگام میں ہاتھ ڈال کر نوجوان اس گھوڑے کو اپنے گھر میں لے کر آتا تھا جہاں پر نوجوان کی ماں یا بہن اپنے پلو میں جو،گندم یا گڑ ڈال کر کھلاتی تھی۔اس طرح وہ اس گھوڑے کی احسان مند بھی ہو جاتی تھی اور یہ اُجرت بھی تصور ہوتی تھی۔ یہ رسم صرف اس پہلے روز کے لیے ہی مقرر نہیں بلکہ وہ گھرانے جہاں دولہا کو گھوڑے پر سوار کر کے لے جایا جاتا ہے، وہاں بھی اس رسم کو نبھایا جاتا ہے۔ اس رسم کو ''خاصہ''کی رسم کہتے ہیں۔ ان دورسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلی سواری میں گھوڑے کو ''خاصہ''سواری کرانے کے بعد کھلایا جاتا ہے جب کہ شادی کے موقع پر دولہا کو سوار ہونے سے پہلے گھوڑے کو ''خاصہ''کھلایا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی اساطیری حوالہ موجود ہے۔ واجدہ تبسم نے اپنے افسانے '' زمین'' میں شادی کے ایک منظر میں '' خاصہ''کی اس رسم کا ذکر بھی اس انداز میں کیا ہے کہ اس میں رسم اور توہم ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔ جہاں ماں '' خاصہ'' کی رسم بھولنے پر اپنا ماتھا پیٹ لیتی ہے:

''ایک دم انہوں نے ماتھا پیٹ لیا۔۔۔ 'اجاڑ مٹی پڑ کو جاؤ میر ی یاد پر'۔۔۔
گھوڑے کا ''خاصہ'' تو انہوں نے اب تک بھجوایا ہی نہیں تھا ''اگے اور جب خان !
'' انہوں نے زور سے سایس کو آواز دی۔۔۔کاں مر گئے۔۔۔ ؟ وہ تسلے میں
ابلے ہو بادام، گڑ ملے چنے، چور میدے کے لدھے رکھے دے ہیں، اٹھا کولے جاؤ

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ہو ر گھوڑے کو جلدی سے کھلا دیو۔نئیں تو چھوٹے پاشا تماشا کھڑا کر لے کو بیٹھیں گے۔ "(۸)

سکندر اعظم لڑلک پن میں ایک صبح اپنے باپ کے دربار میں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ بادشاہ اور اس کے سپہ سالار اور جرنیل ایک گھوڑے پر سوار ہونے کی کو شش کر رہے ہیں لیکن وہ اس پر سوار نہیں ہو سکتے۔جو بھی اس پر سوار ہوتا گھوڑا اس کو گرا دیتا۔ایک تو اس گھوڑے پر ایک خطیر رقم خرچ کی گئی ہوتی ہے اور وہ گھوڑ انہایت بیش بہا جو ہرات سے مزین کیا گیا ہوتا ہے۔بادشاہ بہت رنجیدہ ہو تا ہے کہ اتنا خوب صورت، طاقت ور تنومند اور قیمتی گھوڑا کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تو اس کی برسوں کی محنت اکارت جاتی ہے اور بادشاہوں کا سب سے بڑا مسئلہ اور رنج اس کی کسی خواہش کا پورانہ ہوتا ہے۔بادشاہ کو مغموم اور جرنیل گھڑ سواروں کو ناکام اور مایوس دیکھ کر سکندر ہمت کر کے اپنے باپ سے مخاطب ہو تا ہے کہ بادشاہ سلامت آپ پریشان نہ ہو ں مجھے اجازت دیں میں اس گھوڑے پر سوار ہو کر دکھاتا ہوں۔ بادشاہ اس جسارت پر خفگی سے کہتا ہے کہ یہ میرے جرنیل اور تجربہ کا ر گھڑ سواروں کی توہین کر رہے ہو۔تم آج تک کسی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے اور ایسی بات کر رہے ہو۔ سکندر نے کہا کہ اگر میں اس پر سوار ہو کر دکھا دوں تو ؟ بادشاہ نے کہا کہ اگر تم ایسا کر لو تو یہ گھوڑا تمہارا ہو ا۔ اور اگر ایسا نہ کر پائے تو تمہیں اس گھوڑے کی قیمت ادا کرنا ہو گی۔ سکندر اس شرط کو مان لیتاہے۔ اور گھوڑے کی لگام تھام کر اس کا رخ بدلتا ہے اور اس کے رکاب میں پاؤں ڈال کر اچھل کر سوا ر ہو جاتا ہے۔ ایڑ لگانے میں گھوڑا بجلی کی تیزی کی طرح دوڑتا ہو ا آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ سب جرنیل اور بادشاہ پریشانی کے عالم میں دورافق سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ بادشاہ کے جذباتی پن نے سکندر کو گھوڑے پر سوار ہونے کی اجازت دے دی مگر یہ خیال نہ کیا کہ یہ انتہائی اڑیل اور سر کش گھوڑا تھا جو شہزادہ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد افق سے اسی تیزی سے گھوڑا واپس آتا دکھائی دیتاہے تو سب کی جان میں جان آتی ہے۔سکندر نے گھوڑا باپ کے سامنے آکر روکا۔باپ اس کی غیر معمولی ذہانت اور بہادری کی داد دیتا ہے اور وہ راز پوچھتا ہے جواس کے جرنیلوں کی سمجھ سے بالا تر تھا۔ سکندر اپنے باپ کو بتاتا ہے کہ گھوڑے کے اڑیل پن کی وجہ تلاش کرنا اہم ہوتا ہے۔ آپ کے جرنیل اس راز کو نہیں سمجھ سکے۔بادشاہ نے گھوڑا سکندر کو دے دیا اور اسی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

گھوڑے پر سکندر نے پوری دنیا کو فتح کیا۔اس گھوڑے کی موت کے بعد سکندر فتوحات کو بھی موت آگئی۔گھوڑے کی نفسیات جاننا اس کے اڑیل پن کو سمجھنا گھڑسواروں کا فن شمار کیا جاتاہے۔ شادی کے موقعوں پر جہاں دولہا کو گھوڑے پرسوار کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔وہاں ایک گمان لیا جاتا ہے کہ دولہا فتح کے لیے جا رہا ہے۔اس لیے دولہا کو سوار ہونے سے قبل گھڑ سواریا دولہاکا باپ یا بھائی پہلے گھوڑے پر خود سوار ہو کر اس کے اڑیل پن کا انداز ہ کر تاہے۔یہ رسم آج بھی جنوبی پنجاب میں موجود ہے۔واجدہ تبسم اپنے افسانے " زمین " میں گھوڑے پر دولہا کے سوار ہونے سے پہلے حفظ ما تقدم کی رسم کو بھی بیان کیا ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ گھوڑوں کے نام رکھنے کی رسم کا بھی احاطہ کیا ہے۔ دولہا کا چھوٹا بھائی گھوڑے کے سائیس رجب خان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے:

> " ارے رجب خان جلدی سے ذرا " رسم " کو کھلا پلا کر فارغ کر دیو۔ بارات چلنے سے پہلے ہم ذرا ایک پھیرالے کو آئیں گے۔ اس کی چال کا اندازہ تو کرنے دیو آج ایسا نہ ہو کی سسرال جا کو اڑیل پن کرنے کو بیٹھ جائے۔ "(۹)

شادی کی رسومات میں جمالیات کا عنصر کسی طور بھی ختم نہیں ہو سکتا۔دولہا دولہن سے لے کر تمام باراتی تک اپنے لباس اور اپنی شکل و صور ت اور وجاہت کو جاذب نظر بنانے کے لیے کئی طرح کے طریقے اپناتے ہیں۔ گویا شادی بیاہ کے مواقع پر اپنے آپ کو خوشی اور حسن کے میلے کا حصہ بنانا ہو تا ہے۔ہر کسی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خود کو اس قدر جاذب نظر بنائے کہ اس کے لباس اور اس کی خوب صورتی کی تعریف کی جائے۔ اور شادی بیاہوں کے موقع پر سب سے زیادہ اخراجات بھی اسی کام کے لیے کیے جاتے ہیں۔ ایک فنکشن کے بعد اس کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے لباس،زیورات،بالوں کی بناوٹ ہاتھوں،پیروں اور چہرے کی سجاوٹ کے تمام نسخے آزمائے جاتے ہیں جو کسی کی آنکھ کو خیرہ کر سکیں۔ انھی نسخوں میں ایک نسخہ دولہا اور دولہن کے پورے جسم کو ابٹن اور ہلدی سے مالش کرنے کا ہے۔یہ رسم ہفتہ پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ دولہن کو اس کی سہلیاں اور دولہا کو بالعموم شہری علاقوں میں دوست اور دیہاتی علاقوں میں نائی ابٹن اور ہلدی سے مالش کرتے ہیں۔ یہ رسم رات کے وقت ڈھول اور شہنائی کی صداؤں میں ادا کی جاتی ہے۔ اس سے پورے محلے یا گاؤں میں سے گھروں کی تمام عورتیں اور بچے شریک ہوتے ہیں۔یہ رسم خوشیوں کی نوید ہو تی ہے۔ابٹن او ر ہلدی کے رسم کے

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

دوران عموماً پیلے رنگ کی چنری اور پیلے رنگ کے دوپٹے استعمال کیے جاتے ہیں۔ پنجاب میں یہ رسمیں آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ زندگی کے حسن کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔اسی رسم کو واجدہ تبسم نے اپنے افسانے ''زمین ''میں بڑے خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے:

> ''پچھلی کئی راتوں کی بیداری ان کی مخمور گلابی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔ پورے جسم پر ابٹن اور ہلدی کی پانچ دن کی مسلسل مالش سے سونا سا پھٹا پڑ رہا تھا۔۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں ہیرے اور پنے کی انگوٹھیاں ان کی امارت کی تشہیر کر رہی تھیں۔ ''(۱۰)

معاشرے میں جو نظر یہ عریانی اور فحاشی کا شرم وحیاکے ساتھ تضاد میں منسلک ہے۔اسی نظریے کو منٹو اور عصمت کے سے ملتے جلتے انداز میں واجدہ تبسم نے بھی اپنے مخصوص اسلوب میں پیش کیا ہے۔ ان کے افسانے ''لنگی کرتا'' میں اس مشرقی پن میں دولہا اور دولہن کی پہلی رات کے بعد علی الصبح جب دوسرے لوگوں سے بالمشافہ ہو نا پڑتا ہے۔ اس شرم اور حیا کو ان معنوں دکھایا گیا ہے کہ ان کی آنکھوں کے سرخ ڈورے اور سامنے والی کی معنی خیز مسکراہٹ رات کا فسانہ بیان کر دیتی ہے۔ دولہا اور دولہن جو کچھ چھپانا چاہتے ہیں وہ بات سب کو معلوم ہو تی ہے۔اس لگاوٹ اور لجاحت کو خاموشی کو نگاہوں سے دبانے اور چھپانے کی کو شش کی جاتی ہے۔اس افسانہ میں وہ منظر دکھا یا گیا ہے کہ جب دولہن شب عروسی گزار کر غسل خانہ سے باہر آتی ہے تو ساس کو کمرے میں دیکھ کر شرم سے تپ جاتی ہے۔ وہ شرم سے دہر ی اس وقت ہوتی ہے جب ساس بہو کو گلے لگاکر دوستانہ پن سے پوچھتی ہے کہ تو اس نے بہت تنگ تو نہیں کیا۔لگے ہا تھوں اسے ایک ریت بھی بتاتی ہے کہ سہاگ کاناپاک جوڑا دوبارہ نہیں پہنتے۔ کسی کنواری لڑکی کو سوغات دے دیتے ہیں تاکہ اس کے نصیب میں بھی یہ مبارک ناپاکی آئے۔ بہو ساس کی یہ بات سنتے ہی دھل سی جاتی ہے اور ریتوں، رسموں کے اس جال کے بر خلاف بولنے کی کوشش کر تی ہے مگر بول نہیں پاتی اور دل ہی دل میں خود سے ہم کلام ہوتی ہے۔یقینا واجدہ تبسم نے اسے ہر عورت کی نفسیاتی اپج اور ایسی رسموں سے بغاوت کے طور پر پیش کر کے نہایت عمدہ طریقے سے بیان کیا ہے:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"شبو کا دل دھل گیا ہے۔ کیسی عجیب روایت ہے، جس جوڑے کے تار تار سے اتنی پیاری اور سہانی یا دیں جڑی اور بنی رہتی ہو ں اسی کو اٹھا کر کسی کو بھی دے دو لیکن وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ریت تو ریت ہی ٹھہری۔ساس کہہ رہی تھیں اور بیٹی سہاگ کا جوڑا اتارنے کے بعد تم نے کچا جوڑا بھی پہنا ہو گا۔شلوارچوڑی دار ہو یا پاجامہ وہ بھی کسی کو دے دینا۔"(۱۱)

واجدہ تبسم بہت باریک بینی سے رسومات اور توہمات کو اپنے افسانوں میں سمیٹا ہے جو عرف عام میں لکھنے کے قابل نہیں سمجھے جاتے۔امیر گھرانوں سے غریب گھرانوں تک شادی بیاہ سے غمی تک، منگنی سے طلاق تک، سہاگ رات سے زچگی تک اور مذہب سے لے کر توہم تک تمام پہلو ایک عورت کی نفسیا ت کے مطابق دکھائے ہیں۔ ان کے افسانہ "سمندر اور عورت" اسی طرح کی رسومات اور توہمات کی بھر پور منظر کی عکاسی ہے۔یہاں پر رقیہ بیگم نامی کردار کی شادی، پھر محلے کی اناڑی دائی کے ہاتھوں کچی زچگی کے مسائل، پھر چلہ نہانا،دوبارہ حاملہ ہونا، دوبارہ زچگی کے دوران بچہ ضائع ہو نا اور پھر رقیہ بیگم کی موت اور اس کے چہلم تک تمام رسومات کا احاطہ کیا ہے۔ واجدہ تبسم نے ان رسومات کو ایک ایک توہم کے سے بڑی چابک دستی کے ساتھ اس طرح جوڑا ہے کہ برصغیر پاک وہند کی توہم پرستی کا پرتاؤ صاف طور پر کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ اس شادی سے لے کر موت تک کے تمام پیرائے کو نحوست کے ساتھ جس طرح جوڑا گیا ہے ؛ یہ واقعات پہ درپہ ہونے اور آباؤ اجداد سے سنی گئی کہانیوں کے ساتھ یوں پیش کیے گئے ہیں :

"بڑے نانا کہتے تھے کتوں کا رونا بڑا نحس ہو تا ہے۔ کتے کے رونے کی آواز آئے تو صدقہ دلوادینا چاہیے۔ اس رات رہ رہ کے کتے بھونکتے رہے اور صبح ہی صبح جب تازہ تازہ دودھ ابالنے کے لیے چولہے پر چڑھایا تو آپ ہی آپ پھٹ گیا۔"(۱۲)

انسانی یا کسی جاندار وجود کی سب سے نمایا ں قابل حوالہ اور پر کشش چیزیا اعضا اس کی آنکھیں ہو تی ہیں۔ آنکھیں اس کی شخصیت کا نمایاں پہلو ہوتی ہیں۔ جہاں پر آنکھیں کسی کی پہچان کا ذریعہ ہوتی ہیں ؛ وہاں پر آنکھوں کا رنگ بھی ان کی پہچان ہوتا ہے۔آنکھوں کے عمومی رنگ میں کالا

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

رنگ نمایاں ہوتا ہے لیکن کسی کی آنکھیں بھوری،نارنجی،سبز اور نیلی بھی ہوتی ہیں۔ کالے رنگ کے سوا باقی تمام رنگ کی آنکھیں واضح طور پر ایک غیر معمولی شخصیت اور پہچان والا ہونے کے ساتھ ساتھ توہم کا نشان بھی بنتی ہیں۔ خاص طور پر نیلی آنکھیں جو دیکھنے میں نہایت بھلی اور پر کشش معلوم ہو تی ہیں اور اس رنگ کی وجہ سے وہ شخصیت بھی بہت پیاری لگتی ہے مگر اس رنگ کی آنکھوں والی شخصیت کو بے وفا سمجھا جاتا ہے۔نیلا رنگ آسمان اور سمندر سے منسوب ہے۔سمندر میں جب انسان غرق ہو جائے تو سمندر کو منحوس گردانا جا تا ہے اور اسے بے وفا ئی کا استعارہ سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح آسمان کسی کی موت یا مصیبت یا دشمنی کی علامت کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔اس لیے نیلا رنگ اور نیلے رنگ کے جاندار منحوس اور بے وفا شمار کیے جاتے ہیں۔واجدہ تبسم نے بھی اسی توہم کو اپنے افسانے ''آیا بسنت سکھی '' میں اس طرح پیش کیا ہے۔کہ اس میں بلیوں کی نیلی آنکھوں سے انسانوں کی نیلی آنکھوں کا تقابل کر کے افسانہ کے دو کرداروں ''اظہر اور رجی '' کے درمیان مکالمہ میں اس وقت پیش کیا ہے جب''رجی '' اپنے برآمدے میں نیلی آنکھوں والی پالتوبلیوں کو دودھ پلا رہی ہوتی ہے۔ '' اظہر ''ان نیلی آنکھوں پر اعتراض کرتے ہوئے اسے کہتاہے:

> ''سنا ہے ایسی آنکھوں والی بلیاں بڑی بے وفا ہوتی ہیں۔ چھوڑ کر چلی جاتی ہیں مالکن کو۔وہ بلی کی پشت پر ہاتھ پھیرتے ہو ئے بولی ''آنکھیں تو آپ کی بھی نیلی ہیں ''وہ ایک دم چونکی۔اظہر زور زور سے ہنس رہا تھا مگر بھائی میں تو بلی نہیں ہوں نہ۔۔۔۔۔۔۔۔'' جانے کیسے اس کے منہ سے پھسل پڑا۔سوال تو نیلی آنکھوں کا تھا۔''(۱۳)

واجدہ تبسم کے افسانوں میں ایک خاص وصف شامل ہے کہ یہ افسانے رسومات اور توہمات سے بھرپور ہیں۔ ان افسانوں میں رسومات اورتوہمات کو جزئیات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ واجدہ کے افسانوں میں پیش کی گئی رسومات اور توہمات الگ تھلگ اور عہدِ گذشتہ کی یادگار ہیں۔ ان کی پیش کردہ رسومات کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ ان کی پیش کردہ رسومات کہیں اور نہیں ملتیں۔ ان کے افسانے مرقعِ رسومات و توہمات ہیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

حوالہ جات

۱۔ انوار حسین ہاشمی،''تعارف''،مشمولہ: واجدہ تبسم کے بہترین افسانے ، مرتبہ: طارق محمود (لاہور: بک ٹاک ، س۔ن)، ص۷۰ ۔

۲۔ واجدہ تبسم، واجدہ تبسم کے بہترین افسانے ، مرتبہ: طارق محمود (لاہور: بک ٹاک، س۔ن)،ص۲۲۔

۳۔ ایضاً، ص۳۲

۴۔ ایضاً، ص۶۸

۵۔ ایضاً،ص۷۰

۶۔ ایضاً،ص۷۶

۷۔ ایضاً،ص۱۰۵

۸۔ ایضاً،ص۱۰۵

۹۔ ایضاً،ص۱۰۶

۱۰۔ ایضاً،ص۱۰۷

۱۱۔ ایضاً،ص۱۵۴

۱۲۔ ایضاً،ص۱۶۴

۱۳۔ ایضاً،ص۱۸۰